Content for Essay Writing Competition for Classes 6th to 10th students

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کفار اور مشرکین کے ساتھ حسن سلوک

کفار کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن سلوک کے بہت سے واقعات مذکور ہیں۔ مورخین یورپ مدعی ہیں کہ یہ اس وقت تک کے واقعات ہیں جب تک اسلام ضعیف تھا اور آتش پرستی کے سوا چارہ نہ تھا۔ اس لئے ہم اس عنوان کے نیچے صرف وہ واقعات نقل کریں گے جو اس زمانہ کے ہیں کہ جب مخالفین کی قوتیں پامال ہو چکی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پورا اقتدار حاصل ہو چکا تھا۔

ابو بصرہ غفاری کا بیان ہے کہ جب وہ کافر تھے مدینہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر مہمان رہے۔ رات کو گھر کی تمام بکریوں کا دودھ پی گئے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کچھ نہ فرمایا۔ رات بھر تمام اہل بیت نبوی بھوکے رہے۔

اسی طرح ایک واقعہ حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں۔ شب کو ایک کافر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مہمان ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بکری کا دودھ اس کے سامنے پیش کیا۔ وہ پی گیا۔ پھر دوسری بکری دوہی گئی اور دودھ بھی بے تامل پی گیا۔ پھر تیسری پھر چوتھی۔ یہاں تک کہ سات بکریاں دوہی گئیں اور وہ سب دودھ پیتا گیا۔ آپ نے کوئی تعرض ظاہر نہ فرمایا۔ شاید اسی حسن اخلاق کا اثر تھا کہ وہ صبح کو مسلمان تھا اور صرف ایک بکری کے دودھ پر قانع ہو گیا۔

حضرت اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ صلح حدیبیہ کے زمانہ میں ان کی ماں جو مشرکہ تھیں اعانت خواہ مدینہ حضرت اسماءؓ کے پاس آئیں۔ ان کو خیال ہوا کہ اہل شرک کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ان کے ساتھ نیکی کرو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کافرہ تھیں اور بیٹے کے ساتھ مدینہ میں رہتی تھیں۔ جہالت سے آپ کو گالیاں دیتی تھیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خدمت اقدس میں عرض کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بجائے غیظ و غضب کے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کا تمام کاروبار حضرت بلالؓ کے سپرد تھا۔ روپیہ پیسہ جو کچھ آتا تھا ان کے پاس رہتا۔ ناداری کی حالت میں وہ بازار سے سودا سلف قرض لاتے اور جب کہیں سے رقم آجاتی تو اس سے ادا کر دیا کرتے۔ ایک دفعہ بازار جا رہے تھے۔ ایک مشرک نے دیکھا۔ ان سے کہا تم قرض لیتے ہو تو مجھ سے لیا کرو۔ انہوں نے قبول کیا۔ ایک دن اذان دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو وہ مشرک چند سوداگروں کے ساتھ آیا اور ان سے کہا: او حبشی! انہوں نے اس بدتہذیبی کے جواب میں لبیک کہا۔ بولا کچھ خبر ہے؟ وعدہ کے صرف چار دن رہ گئے ہیں۔ تم نے اس مدت میں قرضہ ادا نہ کیا تو تم سے بکریں چروا کے چھوڑوں گا۔ یہ عشاء پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور سارا حال بیان کر کے کہا کہ خزانہ میں کچھ نہیں ہے۔ کل وہ مشرک آکر مجھ کو فضیحت کرے گا۔ اس لئے مجھ کو اجازت ہو کہ میں کہیں نکل جاؤں پھر جب قرضہ ادا کرنے کا سامان ہو جائیگا تو واپس آجاؤنگا غرض رات کو جا کر سو رہے اور سامان سفر یعنی تھیلا جوتی ڈھال سر کے نیچے رکھ لی صبح اٹھ کر سفر کا سامان کر رہے تھے کہ ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یاد فرمایا یہ گئے تو دیکھا کہ چار اونٹ غلہ سے لدے ہوئے دروازے پر کھڑے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مبارک ہو یہ اونٹ رئیس فدک نے بھیجے ہیں۔ انہوں نے بازار میں جا کر سب چیزیں فروخت کیں اور مشرک کا قرضہ ادا کر کے مسجد نبوی میں آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ سارا قرضہ ادا ہو گیا۔

یہ واقعہ فدک کی فتح کے بعد کا ہے جو ہجرت کا ساتواں سال ہے۔ حضرت بلالؓ آپ ﷺ کے مقرب خاص اور گھر کے منتظم تھے۔ ایک مشرک ان کو حبشی کہہ کر پکارتا ہے اور کہتا ہے کہ تجھ سے بکریاں چروا کے چھوڑوں گا۔ حضرت بلالؓ اس کی تنگ گیری کے ڈر سے بھاگ جانے کا ارادہ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ یہ باتیں سنتے ہیں لیکن مشرک کی نسبت ایک لفظ نہیں فرماتے نہ بلالؓ کی حمایت اور دل دہی کی تدبیر کرتے ہیں۔ اتفاق سے غلہ آجاتا ہے اور مشرک کا قرضہ ادا کیا جاتا ہے اور اس کی بدزبانی اور سخت گیری سے درگزر کیا جاتا ہے۔ یہ علم یہ عفو، یہ تحمل رحمت عالم ﷺ کے سوا کس سے ہوسکتا ہے؟

سب سے مشکل معاملہ منافقین کا تھا۔ یہ کفار کا ایک گروہ تھا۔ جس کا رئیس عبداللہ بن ابی تھا۔ آپ ﷺ جس زمانہ میں مدینہ تشریف لائے اس سے کچھ پہلے تمام شہر نے اس پر اتفاق کرلیا تھا کہ وہ مدینہ کا فرمانروا بنا دیا جائے۔ جنگ بدر کے بعد اس نے اسلام کا اعلان کیا۔ لیکن دل سے کافر تھا۔ اس کے پیرو بھی اسی قسم کا منافقانہ اسلام لائے اور منافقین کی ایک مستقل جماعت قائم ہوگئی۔ یہ لوگ در پردہ اسلام کے خلاف ہر قسم کی تدبیریں کرتے تھے۔ قریش اور دیگر مخالف قبائل سے سازش رکھتے ان کو مسلمانوں کے مخفی رازوں کی خبر دیتے رہتے۔ بایں ہمہ بظاہر اسلام کے مراسم ادا کرتے۔ جمعہ کی جماعت میں شریک ہوتے اور لڑائیوں میں ساتھ جاتے تھے۔ آپ ﷺ ان کے حالات اور ایک ایک کے نام ونشان سے واقف تھے۔ لیکن چونکہ شریعت اور قانون کے احکام دلوں کے اسرار سے نہیں بلکہ ظاہری اعمال سے متعلق ہیں اس لئے آپ ان پر کفر کے احکام جاری نہیں فرماتے تھے۔ یہاں تک تو شریعت اور قانون کا معاملہ تھا لیکن فیاض دلی اور عفو، حلم کے اقتضا سے آپ ﷺ ان سے ہمیشہ حسن اخلاق کا بھی برتاؤ کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک غزوہ میں ایک مہاجر نے ایک انصار کو تھپڑ مارا۔ انصاری نے کہا: یاللانصار (یعنی انصار کی دہائی)۔ مہاجر نے بھی مہاجرین کی دہائی دی۔ قریب تھا کہ دونوں میں تلوار چل جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیا جاہلیت کی باتیں ہیں۔

دونوں رک گئے عبداللہ بن ابی۔ سنا تو کہا مدینہ چل کر ذلیل مسلمانوں کو نکال دوں گا۔ ساتھیوں سے کہا: آسان بات یہ ہے کہ تم لوگ مہاجرین کی خبر گیری سے ہاتھ اٹھالو۔ یہ خود تباہ ہوجائیں گے۔ چنانچہ قرآن مجید میں یہ واقعہ مذکور ہے:

یہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں پیغمبروں کے ساتھیوں پر خرچ نہ کروتا کہ وہ منتشر ہوجائیں۔ (المنافقون: ۸)

" کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ کو واپس ملیں گے تو معزز لوگ کمینوں کو مدینہ سے نکال دیں گے۔

آپ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلا بھیجا کہ تم نے یہ الفاظ کہے تھے۔ اس نے صاف انکار کیا۔ حضرت عمر موجود تھے بولے یا رسول اللہ ﷺ اجازت دیجیے کہ اس منافق کی گردن اڑادوں۔ آپ نے فرمایا: لوگ چرچا کریں گے کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں یا جنگ احد میں عبداللہ بن ابی عین لڑائی کے پیش آنے کے وقت تین سو آدمیوں کے ساتھ واپس چلا آیا جس سے مسلمانوں کی قوت کو سخت صدمہ پہنچا۔ تاہم آپ ﷺ نے درگزر فرمایا اور وہ جب مرا تو اس احسان کے معاوضہ میں کہ حضرت عباسؓ کو اس نے اپنا کرتا دیا تھا، مسلمانوں کی ناراضگی کے باوجود آپ نے اپنی قمیص مبارک اس کو پہنا کر دفن کیا ہے)

یہود ونصاری کے ساتھ برتاؤ

خلق عمیم میں کافر و مسلم دوست ودشمن، عزیز و بیگانہ کی تمیز نہ تھی۔ ابر رحمت دشت وچمن پر یکساں برستا تھا۔ (یہود کو آپ ﷺ سے جس شدت کی عداوت تھی اس کی شہادت غزوہ خیبر تک کے ایک ایک واقعہ سے ملتی ہے) لیکن آپ ﷺ کا طرز عمل مدت تک یہ رہا کہ جن امور کی نسبت مستقل حکم نازل نہ ہوتا آپ ﷺ ان میں ہی ان کی تقلید فرماتے تھے ایک دفعہ ایک یہودی نے برسر بازار کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ کو تمام انبیاء پر فضیلت دی۔ ایک صحابی رسول یہ کھڑے سن رہے تھے۔ ان سے رہا نہ گیا۔ انہوں نے پوچھا" کیا محمد ﷺ پر بھی؟ اس نے کہا: "ہاں انہوں نے غصہ میں ایک تھپڑ اس کو ماردیا۔ آپ ﷺ کے عدل اور اخلاق پر دشمنوں کو بھی اس درجہ اعتبار تھا کہ وہ یہودی سیدھا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان صحابی پر برہمی ظاہر فرمائی۔

ایک یہودی کا لڑکا بیمار ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی عیادت کو تشریف لے گئے اور اس کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ گو یا باپ کی رضامندی دریافت کی۔ اس نے کہا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو فرماتے ہیں اس کو بجالاؤ۔ چنانچہ اس نے کلمہ پڑھا۔

ایک دفعہ سرراہ ایک یہودی کا جنازہ گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے۔ ایک دفعہ چند یہودی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور شرارت سے سلام علیکم کے بجائے السام علیکم (تم پر موت) کہا۔ حضرت عائشہؓ نے غصے میں آ کر ان کو بھی سخت جواب دیا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روکا اور فرمایا: عائشہ بدزبان نہ بنو نرمی کرو۔ اللہ تعالیٰ ہر بات میں نرمی پسند کرتا ہے۔

یہودیوں کے ساتھ بھلائی کرتے تھے۔ ان کے سخت و ناجائز تقاضوں اور سخت کلمات کو برداشت کرتے تھے۔ یہودیوں اور مسلمانوں میں اگر معاملات میں اختلاف پیش آتا تو مسلمانوں کی بلا وجہ جانبداری نہ فرماتے۔ اس قسم کی متعدد مثالیں دوسرے عنوانات میں مذکور ہیں۔ ایک دفعہ ایک یہودی نے آ کر شکایت کی کہ محمد دیکھو ایک مسلمان نے مجھ کو تھپڑ مارا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مسلمان کو اسی وقت بلوا کر تنبیہ کی۔

نصاری کا وفد جب نجران سے مدینہ حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی مہمانداری کی۔ مسجد نبوی میں ان کو جگہ دے دی بلکہ ان کو اپنے طریق پر مسجد میں نماز پڑھنے کی بھی اجازت دے دی اور جب عام مسلمانوں نے ان کو اس کام سے روکنا چاہا تو آپ نے منع فرمایا ہے، یہود و نصاریٰ کے ساتھ کھانے پینے نکاح و معاشرت کی اجازت دی اور ان کے لئے مخصوص امتیازی احکام شریعت اسلامیہ میں جاری فرمائے۔